بلکہ ان میں ائمہ، خطباء اور قاریوں کا تقرر بھی اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ نیز وعظ و ارشاد کے لئے وعاظ مرشدین بھی اسی وزارت کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں۔ اور یہی اور صرف یہی عوام میں جاکر وعظ کر سکتے ہیں۔ گو جامعہ ازہر ایک حد تک خود مختار تعلیمی ادارہ ہے، لیکن علاوہ بھی وزارت اوقاف ہی کے زیر انتظام ہے چنانچہ مولانا سید محمد یوسف بنوری رئیس وفد پاکستانی نے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ ایوان موتمر کے صدر مقام میں جو چند ایک کرسیاں تھیں، ان میں سے ایک تو صدر مملکت کے نمائندے کے لئے تھی، اور باقی کرسیاں وکیل الازھر ڈاکٹر عبداللہ ماضی، ڈاکٹر البھی وزیر الاوقاف وشئون الازھر، اور ڈاکٹر محمود حبّ اللہ ناظم مجمع البحوث کی تھیں۔ اور ایک کرسی قاری کے لئے تھی۔ علاوہ ازیں موتمر قاہرہ میں شریک ہونے والے ہمارے ان ارکان وفد نے اپنے مضامین میں اس امر کی طرف بھی اشارہ نہیں کیا کہ صدر ناصر نے جامعہ ازھر کو کتنا "ماڈرن" بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور یہ کہ اس موقع پر ازھر کے "مدینتہ الجامعہ" کا جو سنگ بنیاد رکھا گیا، تو اس میں "طلباء اور طالبات کے لئے الگ الگ مختلف علوم و فنون کے کالج، ہوسٹل، لائبریری، اسمبلی ہال، کھیل کے میدان، رستوران اور بازار اور پارک اور تیرنے کے تالاب، غرضکہ یہاں ہر وہ چیز ہوگی، جس کی ضرورت یونیورسٹی کے طلباء کو ہوتی ہے۔"

ایک مسلمان ملک کی تمام مساجد اس کی وزارت اوقاف کے ماتحت ہوں۔ ائمہ، خطباء، اور واعظوں کا تقرر اسی کی طرف سے ہو۔ دینی تعلیم بھی عام دنیوی تعلیم کی طرح حکومت کی نگرانی میں ہو اور حکومت کی اجازت کے بغیر کوئی شخص پبلک میں وعظ کرنے کا مجاز نہ ہو، پھر وہاں دینی تعلیم کا سب سے بڑا ادارہ اتنا ہی "ماڈرن" ہو، جتنا کہ اس وقت جامعہ ازھر ہے اور نہ صرف وہاں کے وزیر اوقاف اور مجمع البحوث الاسلامیہ کے ناظم "ڈاکٹر" ہوں بلکہ نائب شیخ الازھر تک ایک "ڈاکٹر" ہو۔

کیا ہمارے علمائے کرام جو موتمر قاہرہ میں شریک ہوئے تھے، اس کے لئے تیار ہیں؟ ہم ان کی خدمت میں بادب یہ عرض کریں گے کہ صدر جمال عبدالناصر اور ان کی حکومت کے جن کارناموں کی آپ تعریف فرما رہے ہیں۔ وہ صرف اس لئے ممکن ہو سکے کہ مصر میں مساجد اور معاہد دینی وزارت اوقاف کے انتظام میں ہیں۔ وہاں وعظ و ارشاد وزارت اوقاف کی ذمہ داری ہے، اور دینی تعلیم ایک انفرادی کاروبار نہیں، بلکہ اس کا ایک مستقل شعبہ ہے، جس کی نگران و منصرم خود حکومت ہے، اور پھر یہ کہ